شریانیں سکڑنے سے محفوظ رہتی ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کی انتہائی خطرناک بیماریوں سے بچنے کی انتہائی بہترین تدبیر روزہ ہی ہے، جن میں شریانوں کی دیواروں کی سختی (arteriosclerosis) نمایاں ترین ہے۔

روزے کے دوران گردے جو دوران خون ہی کا اہم حصہ ہیں، آرام کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اس لئے جسم کے ان اہم اعضاء کی قوت بھی روزے کی برکت سے بحال ہو جاتی ہے۔

(ج) خلیہ (cell) پر روزے کا اثر:

روزے کا ایک بنیادی اثر خلیوں کے مابین اور خلیوں کے اندرونی سیال مادوں کے درمیان توازن کو قائم رکھنے سے متعلق ہے۔ چونکہ روزے کے درمیان مختلف سیال مقدار میں کم ہو جاتے ہیں، اس لئے خلیوں کے عمل میں بڑی حد تک سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے لعاب دار جھلی کی بالائی سطح سے متعلق خلیے یعنی (epithelial cell) جو جسم کی رطوبت کے متواتر اخراج کے ذمہ دار ہوتے ہیں، ان کو بھی صرف روزے کے ذریعے آرام اور سکون ملتا ہے۔ جس سے ان کی صحت مندی میں اضافہ ہوتا ہے۔ خلیاتی سائنس کے نکتہ نظر سے کہا جا سکتا ہے کہ لعاب بنانے والے (pituitary) غدود تیموسیہ (thyroid) اور لبلبہ کے غدود شدید بے چینی سے ماہ رمضان کا انتظار کرتے ہیں، تاکہ روزے کی برکت سے کچھ ستانے کا موقع حاصل ہو۔ اور مزید کام کے لئے اپنی توانائیوں کو جلا دے سکیں۔

(د) روزے کا اعصابی نظام پر اثر:

روزے کے دوران بعض لوگوں میں پیدا ہونے والا چڑچڑاپن اور بے دلی کا اعصابی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس قسم کی صورت حال ان کی انانیت (egotistic) یا گھریلو معاشرتی دباؤ کے خوف سے بھوکا پیاسا رہنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف اخلاص اور شوق سے روزہ رکھنے والوں کا اعصابی نظام مکمل سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے۔ عبادات اور توبہ واستغفار سے حاصل شدہ تسکین ہماری تمام کدورتوں اور غصے کو دور کر دیتی ہے۔ اس سلسلے میں زیادہ خشوع و خضوع اور اللہ کی مرضی کے سامنے سرنگوں ہونے کی وجہ سے ساری پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس طرح اعصابی دباؤ کے شدید مسائل تقریباً ختم ہو جاتے ہیں۔

روزے کے دوران ذہن جنسی خواہشات سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ جس سے اعصابی نظام منفی اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ روزہ اور وضو کے مشترکہ اثر سے جو مضبوط ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے، اس سے دماغ میں دوران خون کا بے مثال توازن قائم ہو جاتا ہے۔ یہ صحت منداعصابی نظام کی نشاندہی کرتا ہے۔ (جاری ہے)

قسط:2

کسب رزق حلال

ابو عبیدہ بلغاری

﴿تبارك الذی بیده الملك وهو علی كل شئ قدیرo الذی خلق الموت والحیاة لیبلوكم أیكم أحسن عملا وهو العزیز الغفورo﴾(الملك:۱۔۲) "بڑی برکت والا ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں حقیقی بادشاہت ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو اس لئے پیدا کیا کہ تم (جن وانس) کو آزما کر دیکھے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے (اور کون برے) اور وہ زبردست غلبہ والا، خوب بخشنے والا ہے"۔

مسلک اہلحدیث بلتستان میں سب سے زیادہ پرجوش ایثار و قربانی کا عالم اس وقت دیکھا گیا جب مولانا مفتی کریم بخشؒ اور حاجی خلیل الرحمٰنؒ ودیگر علماء کرام جہاد آزادی بلتستان میں مجاہدین کیلئے خوراک اور رضاکاروں کی فراہمی کیلئے قریہ بہ قریہ پھرتے، اور مجاہدین کی ضروریات کو پورا کرنے میں رات دن مصروف رہتے تھے، لوگوں کو کافروں کے مقابلے میں جہاد کی ترغیب دیتے تھے، کسب رزق حلال اور اس کے خرچ کرنے میں اللہ کے احکام کی بجا آوری اور رسول اللہ ﷺ کی سچی پیروی کی حتی الامکان کوشش کرتے اور کرواتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ سے جب دریافت کیا گیا کہ کونسی کمائی زیادہ پاک ہے؟ فرمایا: "آدمی کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کر کے کمانا"۔ (مسند احمد بروایت رافع بن خدیجؓ)

بلتستان میں معاشی ابتری کی عام وجوہات:

خطہ بلتستان میں لوگوں کے معاش کا زیادہ تر دارومدار زراعت پر ہے کیونکہ ابھی تک کوئی بڑی صنعت قائم نہیں ہو سکی۔ نوجوانوں میں بے روزگاری عام ہے۔ ملازمت اور مزدوری کے پیچھے دربدر پھرتے ہیں کیونکہ موجودہ طریق کار میں زراعت نفع بخش نہیں ہے، ایک کاشتکار خاندان پورا سال رات دن سخت محنت مشقت کر کے اتنی پیداوار حاصل نہیں کر سکتا کہ بڑھتی ہوئی ضروریات پوری کر سکے۔ جس کی اہم وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) عام لوگوں کے رہن سہن اور کھانے پینے کے انداز میں کفایت شعاری کی جگہ فضول خرچی آئی ہے، نام نہاد معیار زندگی بلند کرنے کے شوق نے لوگوں کو ان گنت مسائل میں گرفتار کر لیا ہے۔ اس کی ایک مثال پورے

بلتستان میں رائج نمکین چائے کی لت ہے۔ جو کہ طب وصحت کے حوالے سے ضرر رساں ثابت ہونے کے علاوہ فضول خرچی بھی ہے۔ مقامی پیداوار پر گزارہ کرنے کا سلیقہ نہ رہا۔

(ب) بچوں کو مروجہ تعلیم دینے کا رجحان زیادہ بڑھا، تاکہ ملازمت کر کے خاندان کا کفیل بن جائے، اس مقصد کیلئے وہ اپنی پونجی داؤ پر لگاتے ہیں، مہنگی تعلیم کے بعد ملازمتیں کم یاب ہوئی ہیں۔ نوجوانوں کی اکثریت پریشان اور بے روزگار پھرنے کے باوجود زرعی شعبے میں محنت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی، کیونکہ گریڈ 1 ملازم سالانہ تقریباً195 دن کام کرتا ہے، باقی چھٹی گزارتا ہے۔ اس طرح وہ ایک دن کے کام پر روزانہ 180 سے 200 روپے تک کماتا ہے۔ پھر پنشن اور دیگر مراعات بھی لیتا ہے۔ جبکہ ایک عام کاشتکار صبح سے شام تک کام کر کے یومیہ صرف25 روپے کما سکتا ہے۔ اور یہ حقیقت بھی واضح ہو رہی ہے کہ ہر سکول، کالج اور مدرسہ سے فارغ ہونے والے تعلیم یافتہ کو ملازمت ملنی ممکن نہیں ہے۔

(ج) زراعت کا طریق کار زیادہ تر فرسودہ اور غیر نفع بخش ہے، خصوصاً سرکاری اور اجتماعی ادارے خسارہ پر چل رہے ہیں اور جن مقاصد کیلئے قائم کئے گئے تھے وہ نتائج حاصل نہیں ہو رہے ہیں، یعنی عام کاشتکاروں کیلئے زیادہ پیداوار دینے والے صحت مند خالص بیج، ترقی دادہ عمدہ قسم کے پودے وغیرہ کی فراہمی اور زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے جدید طریقوں کا عملی مظاہرہ نہیں ہو رہا ہے۔ اکثر ادارے صرف اپنے ملازمین کے روزگار کا ذریعہ ہیں۔

(د) اس حقیقت کے باوجود کہ یہاں غربت وافلاس وبے روزگاری عام ہے، بہت سے قیمتی پھل مثلاً خوبانی، شہتوت، سیب، انگور، سیبگ تھارن وغیرہ ضائع ہو جاتے ہیں یا انتہائی کم قیمت پر بک جاتے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کھیتی باڑی کا کام انفرادی اور غیر منظم ہے۔ حکومت کے بڑے اہل کار معلوم کرنا چاہیں تو انہیں اصلاح پہلو دکھاتے ہی نہیں۔

ایک نا قابل فراموش حقیقت: مؤمن کیلئے ناامیدی حرام ہے، سستی اور کاہلی جرم ہے۔ کسب رزق حلال اللہ کا حکم جان کر صحیح نیت سے کریں تو اللہ بے شمار برکتوں سے نواز دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے (طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة) "حلال کمائی کرنا دینی فرائض کے بعد خود ایک فریضہ ہے" "سنن بیهقی"۔

دوسری قوموں اور ملتوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے پیداوار میں اضافہ کر لیا ہے۔ در اصل علم وحکمت مؤمن کا گم گشتہ سرمایہ ہے۔ یہ موتی (علم وحکمت کی باتیں) جہاں سے بھی ملیں، مسلمانوں کو فلاح وبہبود کیلئے

اسلامی اصولوں کے مطابق استعمال میں لانے چاہئیں۔

ان امور کی روشنی میں درج ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا علمی جواب اہم اور عملی جواب وقت کا اہم ترین تقاضا ہے :

☆ خطہ بلتستان میں زرعی ترقی کے کیا کیا مواقع اور کون سے وسائل ہیں ؟

☆ انہیں کام میں لانے کے لوازمات کیا ہیں ؟، اور کون سی حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے ؟

افرادی وسائل اور ان کا استعمال:

ا۔ ہر کام کی کامیابی کا دارومدار انسان کے فکر و عمل پر ہے جسے خالق کائنات نے کچھ اختیار دیکر، محنت ومشقت کا مکلّف بناکر، امانت میں خیانت نہ کرنے کا وعدہ لے کر زمین پر بھیجا۔

ب۔ صحیح نیت : ہر کام کے انجام کا دارومدار اسکی نیت پر ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ اولا اپنی نیت کو کسب حلال پر مرکوز کرے، دیانت داری اور خلوص سے مزین کرے۔ پھر اس نیت کی تجدید کرتا رہے کیونکہ شیطان نیتوں میں فتور ڈالتا رہتا ہے۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جتنے ثواب کے کام ہیں وہ نیت ہی سے ٹھیک ہوتے ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے" (صحیح بخاری: ۱/۱)

ج۔ تفصیلی علم اور صحیح طریق کار سے آگاہی : دور جدید میں نت نئے طریقے ایجاد ہوئے ہیں، کارکنوں کیلئے ان سے واقفیت ضروری ہے۔ جدید طریقوں کے استعمال سے خرچ کم، پیداوار زیادہ، اور پیداوار کا معیار بہتر ہو جاتا ہے۔ اس طرح مارکیٹ میں بہتر قیمت حاصل ہوتی ہے۔

زرعی شعبہ میں کام کرنے والوں سے یہ پیشہ شب وروز مشقت اور جفاکشی کا تقاضا کرتا ہے۔

قدرتی وسائل اور ان کا استعمال:

ا۔ آبی وسائل : زراعت کیلئے آبی وسائل کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ بلتستان کے ندی نالوں اور دریاؤں میں اس قدر آبی وسائل موجود ہیں کہ آب پاشی کے علاوہ پن بجلی کی پیداوار کیلئے بھی بہت موزوں ہے۔ جو صنعتوں کے قیام، گھریلو ضروریات اور آب پاشی میں استعمال ہو سکتی ہے۔

ب۔ زمینی وسائل اور ان کا استعمال: اس وقت تک زیر کاشت رقبہ ممکنہ حد سے نہایت کم ہے، اگر آب پاشی کی سہولیات اور ذرائع میسر آئیں تو دس گنا زیادہ رقبہ زیر کاشت لایا جاسکتا ہے، جن کی شجرکاری کے ذریعے

اور فصلیں وچارہ کاشت کر کے علاقے کو خوشحال بنایا جاسکتا ہے اور زرعی صنعتیں قائم کی جاسکتی ہیں۔

ج۔ زمین اور آب وہوا کی موزونیت: بلتستان کی زمین اور آب وہوا ان تمام کوہستانی پھلوں، فصلوں، سبزیات اور دیگر مفید نباتات کی پیداوار کیلئے موزون ہے، جو پاکستان کے میدانی علاقوں میں نہیں ہوتے۔ خصوصاً فصلوں اور سبزیوں کے بیج کی پیداوار کیلئے جن پر پاکستان ہر سال قیمتی زر مبادلہ خرچ کر کے درآمد کرتا ہے۔

د۔ بلند ترین معیار اور ذائقے کی تشہیر: ﴿كمثل جنة بربوة أصابها وابل فآتت أكلها ضعفين فإن لم يصبها وابل فطل﴾ اس سلسلے میں یہ حقیقت انتہائی قابل توجہ ہے کہ بلتستان سطح سمندر سے 2000 تا 2700 میٹر بلند ہے اور اسی بلندی مکان کی بدولت یہاں کی پیداوار کو بلندی مقام حاصل ہے۔ اگرچہ قدیم دیہاتی طور طریقے اپنانے کی وجہ سے مقامی پیداوار میں بین الاقوامی معیار کی نفاست، صفائی اور خوشنمائی نہیں پائی جاتی، لیکن نہایت لائق تحسین ہے وہ خوشبو، صحت افزا تاثیر اور عمدہ ذائقہ جو پشتی ٹوکرے میں لدے ہوئے سادہ مقامی سیب کو خوبصورت پیٹیوں میں سجے ہوئے رنگین، خوشنما اور چمکدار درآمدی سیب پر فوقیت عطا کرتا ہے۔ اور عام مقامی دیسی مکھن کی قیمت خوبصورت پیکٹ کے صاف ستھرے مکھن سے دوگنا لگتا ہے، جبکہ موسم گرما کا پہاڑی مکھن تو اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر مقامی پیداوار کو کم وبیش یہی معیار حاصل ہے۔ جس کی تشہیر یہاں کی زرعی مصنوعات کی مارکیٹنگ میں انقلابی کردار ادا کر سکتا ہے۔

خوبانی کے قیمتی پھل سے نفع اٹھانا:

بلتستان میں تقریباً 12,00,000 خوبانی کے درخت موجود ہیں، جن سے سالانہ تقریباً 80,00,000 ٹن تازہ خوبانی حاصل ہوتی ہے۔ تاحال خوبانی اور دیگر قیمتی پھلوں کو سائنسی طریقے سے خشک کرنے، مصنوعات بنانے اور نفع بخش تجارت کا کوئی تسلی بخش سلسلہ وجود میں نہیں آیا۔ اس لئے کاشتکار اکثر خوبانی کا مغز نکال کر کھانے، بیچنے اور تیل نکالنے کیلئے استعمال کرتے ہیں اور پھل چھتوں پر، پتھروں پر یا کھیتوں میں پھینک کر سکھاتے ہیں جو 80-50 روپے فی بوری بک جاتی ہے۔ بعض اوقات گٹھلی نکال کر پھل پانی میں بہا دیا جاتا ہے۔ البتہ خاص خاص اقسام جیسے حلمان وغیرہ کو اہتمام سے کھلے چھتوں پر سکھاتے ہیں۔ اور بارش نہ پڑنے کی صورت میں 60-50 روپے کلو بک جاتی ہے۔ اگر بارش پڑ گئی تو آدھی قیمت بھی نہیں ملتی اور کاشتکار خود پکا کر کھا لیتے ہیں۔

حلمان کو سائنسی طریقے سے خشک کرے تو 70 یا 80 روپے فی کلو قیمت مل سکتی ہے۔ خوبانی سے دوسری

مصنوعات بھی بنا کر اندرون اور بیرون ملک برآمد کیا جاسکتا ہے۔

خوبانی کی شجرکاری، کمتر اقسام کی پیوندکاری اور صحیح نگہداشت کے ذریعے اس کی مقدار اور معیار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

پیکنگ اور مارکیٹنگ:

ضرورت اس امر کی ہے کہ پیکنگ اور مارکیٹنگ کا طریقہ کار وجود میں لایا جائے۔اس طرح علاقے میں مندرجہ ذیل پھلوں اور سبزیوں کی پیداوار بڑھا کر عام غریب کاشتکار معاشی خود کفالت حاصل کر سکتے ہیں:

پھل: خوبانی، شہتوت، چیری، آلوچہ، ناشپاتی، بادام، اخروٹ، سیگ تھارن، سیب۔

فصلات: تخمی مٹر، تخمی آلو، تخمی دوغلی مکئی، ترنبہ، باقلہ، گندم، جو۔

تخمی سبزیات: پیاز، ٹماٹر، شاغم، بھنڈی، خربوز، تربوز۔

پالتو حیوانات: گائے، یاک، بھیڑ، بکری، مرغ، مچھلی۔

زمین کی زرخیزی: بلتستان کی زمین پہاڑی ہونے اور جنگلات نہ ہونے کی وجہ سے کم زرخیز ہے۔نائٹروجن اور فاسفورس کی کھادیں ہمیشہ کی ضرورت ہیں۔کسان زیادہ تعداد میں مویشی رکھتے ہیں۔چارے اور چراگاہ کی کمی کی وجہ سے مویشی کمزور ہوتے ہیں، نسل بھی اچھی نہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ کاشتکاروں کو بہتر نسل کے مویشی پالنے اور زیادہ سے زیادہ آمدن حاصل کرنے کی باتیں سمجھائی جائیں تاکہ نامیاتی کھاد کے علاوہ دودھ، گوشت وغیرہ زیادہ حاصل ہوں۔

مختلف بیجوں اور پودوں کے طریقہ کاشت اور دیگر زرعی امور پر تجربے:

بلتستان کا موسم، مٹی اور پانی باقی علاقوں سے مختلف ہیں اس لئے زرعی تحقیقات اور تجربہ بھی ضروری ہے۔تجربہ کرنے کیلئے کچھ وسائل درکار ہیں۔

معاشی ترقی کے لئے جامع منصوبے:

آب پاشی کے منصوبے: حکومت نے آب پاشی کے جتنے منصوبے بنا کر زیر کاشت رقبے میں اضافے کی کوشش کی ہے اور زرکثیر خرچ کرنے کے باوجود کارکنوں کی بددیانتی اور خردبرد کی وجہ سے اکثر ناکام ہوئی ہیں۔اس

فیلڈ میں خلوص نیت اور دیانتداری سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ب۔ بجلی کے منصوبے: بلتستان میں بجلی پیدا کرنے کے بہت سے مواقع موجود ہیں۔ جدید دور میں زرعی اور صنعتی ترقی کیلئے بجلی کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ اس سلسلے میں منظم کوششوں کی ضرورت ہے۔

دریاؤں سے کویل نکال کر بجلی پیدا کر کے اس دور افتادہ غربت زدہ علاقے میں گیس کی نایابی، سوختنی لکڑی کی کمیابی اور مٹی تیل وڈیزل کی آلودگی جیسے مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ بجلی کی یہ صنعت نہ صرف آمدنی کا مستقل ذریعہ بنے گی، بلکہ یہ ہر قسم کی صنعت کو فروغ دے کر بیروزگاری کے خاتمے اور معاشی استحکام کا سنگ میل بنے گی۔

اس کے علاوہ ایندھن کی خاطر کٹنے والے ہزاروں پھلدار درختوں کی بقا کے ذریعے پھلوں کی پیداوار میں اضافے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس پروگرام کے لئے زیادہ سرمائے کی ضرورت ہوگی۔

ج۔ معدنیات سے استفادہ: بلتستان میں معدنیات وافر مقدار میں موجود ہیں۔ رسل ورسائل کی مشکلات اور وسائل کی کمی کی وجہ سے ابھی تک استفادہ نہیں ہو رہا ہے۔ اس بارے میں ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔

بلتستان ہیلتھ فوڈ کمپنی:

بلتستان کے زرعی وسائل کو بروئے کار لا کر غریب عوام کو معاشی استحکام کی جانب راغب کرنے کے لئے ایک واضح عملی نمونہ پیش کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ایک عام کسان ماہرین زراعت وتجارت کے قیمتی مشوروں کو سبز باغ دکھانے کے مترادف ہی سمجھے گا۔

اس مقصد کی خاطر ایک زرعی پروگرام تجارتی بنیادوں پر قائم کرنے کی ضرورت ہوگی۔ پھر اس کمپنی کی عوام تک براہ راست رسائی اور باہمی تعاون کے ذریعے اسے زیادہ سے زیادہ متعارف کرانے کے لئے ایک تنظیم قائم کرنا مناسب ہوگا۔

ذیل میں مجوزہ تنظیم سے متعلق بنیادی نکات پیش کئے جا رہے ہیں، جو ارکان کی باہمی مشاورت سے قابل ترمیم واصلاح ہو سکتے ہیں:

تنظیم اور اس کا طریق کار:

مرکزی تنظیم: یہ دینی سکالرز، ماہرین زراعت اور فنی علوم سے واقفیت رکھنے والے سات سے نو ارکان پر

مشتمل ہوگی۔اور مقامی تنظیموں کیلئے رہنما اصول مرتب کرے گی، اور لائحہ عمل کی منظوری دے گی۔مرکزی تنظیم کا ایک امیر (صدر) اور ایک ناظم دفتر (سیکرٹری) ہمہ وقت کام کریں گے۔

مقامی تنظیمیں: جن علاقوں میں تنظیم سے ہم آہنگ آبادی موجود ہے وہاں 3 سے 5 ارکان پر مشتمل مقامی تنظیمیں قائم کی جائیں جو منظور شدہ رہنما اصول کے مطابق کام کرے۔مرکزی تنظیم کا امیر علمائے دین کی معیت اور رہنمائی میں مقامی تنظیموں کا تفصیلی دورہ کرے گا۔یہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ اسلام کے معاشی اصول، رزق حلال اور کسب معاش کی اہمیت اور سودی ودیگر غیر اسلامی ذرائع معاش کے دنیاوی واخروی انجام سے آگاہ کریں گے۔

بلتستان کی آبادی دور دراز دیہاتی اور پہاڑی علاقوں میں نہایت پس ماندہ ہے۔جہاں غیر سرکاری تنظیمیں شرک ،فحاشی اور لبرل ازم کی ترغیب دیتے ہیں۔اس لئے انہیں ابتدائے اسلام میں آمدہ مصائب اور صبر واستقامت کا حوصلہ افزا نتیجہ ذہن نشین کرانے کی ضرورت ہے۔اور صاحب ثروت لوگوں کو آپس کی ہمدردی اور ایثار کا درس دینا ضروری ہے۔تاکہ معاشرے میں صبر وقناعت ،ہمت واستقلال اور ایثار وقربانی کے اوصاف فروغ پاسکیں اور بے دینی کے سیلاب کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ اور جذبہ پیدا ہو۔

ابتدا میں مرکزی تنظیم دس بنیادی تنظیموں کے پاس وسائل کی موجودگی اور کام کے جذبے کو مد نظر رکھ کر صرف چار پھلوں خوبانی، شہتوت، سیب اور سیبگ تھارن کی پیداوار اور معیار کے بارے میں اعداد وشمار جمع کرے گی۔ مقامی کاشتکاروں کو تنظیم کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کرے گی، پیداوار میں اضافہ کرنے، صحیح وقت پر کاشت کرنے، ان کو محفوظ کرنے اور ان سے مصنوعات سازی اور مارکیٹنگ کی تربیت دے گی۔پھر زرعی عوامل کھاد ، کیڑے مار ادویہ اور دیگر ضروریات کا جائزہ لے کر مناسب قیمت پر مہیا کرنے کا بندوبست کرنا ہوگا اور محنت ومشقت کی عادت ڈالنا ہوگی۔اگر زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوجائے تو بہت سے کاشتکار زکواۃ کے نصاب پر پہنچ جائیں گے ،جس سے مقامی فقراء ومساکین کی اعانت مقامی طور پر ہوسکے گی۔

سرمایہ کی فراہمی: تنظیم کے لئے دو قسم کے منصوبوں پر سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی :

طویل المدتی: عام رفاہ عامہ کے کام کیلئے۔

اور **قلیل المدتی:** حسب فہرست مشینری کی خریداری اور زرعی عوامل ،دفتری سامان اور کارکنوں کی اجرت کیلئے ہوگی۔ ان شاء اللہ تنظیم کسی بنک سے قرضہ ہرگز نہیں لے گی۔اس لئے اہل ثروت سے تین قسم کے